رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّهٖ۔

بدر

ایڈیٹر محمد ظہور قاسم علی عمری

پریس مینیجر

قادیان

سرپرستان۔ معاونین۔ عام۔ طلباء۔ شائقین سے

ممنون ۔ ۔ ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

جلد ۲۱ ❊ قادیان دارالامان مورخہ ۱۴ ستمبر ۱۹۳۶ء ❊ نمبر ۲۲

اظہار الدین علی المخالفین!

نمبر (۷)

گذشتہ چھ نمبروں میں مخالفین اسلام پر ہر طرح سے اتمام حجت کا ثبوت منجانب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم دکھا چکے ہیں آج ایک اور تحدی پیش کرتے ہیں۔

ضمیمہ انجام آتھم میں بہت سے دلائل صداقت اسلام کے بیان فرمانے کے بعد آخر میں پہونچکر پھر ایک موقعہ آزمائش اور امتحان و مقابلہ کا عیسائیوں کو دیا جاتا ہے۔ اور اس طرح خدا کا فرستادہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اتمام حجت کرتا ہے۔ کہ

"بالآخر میں پھر ہر ایک طالب حق کو یاد دلاتا ہوں۔ کہ وہ دین حق کے نشان اور اسلام کی سچائی کے آسمانی گواہ مجھ کو عطا کئے گئے ہیں۔ مجھے بھیجا گیا ہے تا میں ثابت کروں کہ ایک اسلام ہی ہے جو زندہ مذہب ہے۔ اور وہ کرامات مجھے عطاء کئے گئے ہیں جن کے مقابلہ سے تمام غیر مذاہب والے عاجز ہیں۔ میں ہر ایک مخالف کو دکھلا سکتا ہوں۔ کہ قرآن شریف اپنی تعلیموں اور اپنے علوم حکمیہ اور اپنے معارف دقیقہ اور بلاغت کاملہ کی رو سے معجزہ ہے موسےٰؑ کے معجزہ سے بڑھ کر۔ اور عیسےٰؑ کے معجزات سے صدہا درجہ زیادہ۔

مَیں پھر ایک بار کہتا ہوں۔ اور بلند آواز سے کہتا ہوں۔ کہ قرآن اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت رکھنا۔ اور سچی تابعداری اختیار کرنا انسان کو صاحب کرامات بنا دیتا ہے۔ اور اسی کامل انسان پر علوم غیبیہ کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دنیا میں کسی مذہب والا روحانی برکات میں اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ چنانچہ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مُردے ان کے خدا مُردے اور خود وہ تمام پیرو مُردے ہیں۔ اور خدا تعالےٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں ہرگز ممکن نہیں۔

اے نادانوں! تمہیں مردہ پرستی میں کیا مزہ ہے؟ آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے۔ اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے اسلام اس وقت موسےٰ کا طور ہے۔ جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا۔ اور پھر چپ ہو گیا۔ آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے۔ کیا تم میں سے کسی کو شوق نہیں۔ کہ اس بات کو پرکھے۔ پھر اگر حق کو پاوے تو قبول کر لیوے۔ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟ ایک مردہ کفن میں لپٹا ہوا۔ پھر کیا ہے؟ کیا ایک مشت خاک کیا یہ مُردہ خدا ہو سکتا ہے؟ کیا یہ تمہیں کچھ جواب دے سکتا ہے؟ ذرا آؤ! ہاں! لعنت ہے تم پر اگر نہ آؤ۔ اور اس سڑے گلے مردہ کا میرے زندہ خدا کے ساتھ مقابلہ نہ کرو۔ دیکھو میں تمہیں کہتا ہوں۔ کہ چالیس دِن نہیں گذریں گے کہ وہ بعض آسمانی نشانوں سے تمہیں شرمندہ کرے گا۔ ناپاک ہیں وہ دل جو سچے ارادہ سے نہیں آزماتے۔ اور پھر انکار کرتے ہیں۔ اور پلید ہیں وہ طبیعتیں جو شرارت کی طرف جاتی ہیں۔ نہ طلب حق کی طرف" بلفظہ ص ۶۱-۶۲ ضمیمہ انجام آتھم ۲۲ جنوری ۱۸۹۷ء)

پیارے ناظرین! آپ نے ملاحظہ فرمایا کس طرح۔ کس زور اور یقین سے۔ کس استقلال اور جرأت سے۔ کس غیرت دلانے والے الفاظ سے۔ کس خوف دلانے والی سوگند سے خدا کا حجری محمدؐ کا غلام صلوٰۃ اللہ علیہما السلام مخالفین اسلام کو زندہ مذہب دکھانے کے لئے تحدی کیساتھ للکارتا پکارتا اور مقابلہ میں بلاتا اور صرف چالیس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دن کا وعدہ دلاتا ہے۔ کہ آؤ زندہ خدا اور زندہ مذہب اور زندہ رسول کا پتہ دوں۔ جس کو مخالف بچشم خود دیکھ لیگا۔ مگر کیا اس دعوۃ پر کوئی آیا؟ کسی نے اپنے زندہ خداوند یسوع مسیح کو بلایا۔ اس سے اپنی دعا کا جواب پایا۔ اوس کا کلام ہاں زندہ کلام کسی کو سنایا؟ ہرگز نہیں۔ نہ کوئی عیسائی آیا نہ کسی پادری نے حوصلہ دکھایا۔ اور نہ ان کا حمایتی نیم عیسائی ہی نظر آیا۔ سب کے سب پیٹھ دکھا کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی مندرجہ دعوت منقولہ بالا کہ "میں دیکھ رہا ہوں کہ بجز اسلام تمام مذہب مردے ان کے خدا مردے۔ اور خود وہ تمام پیرو مردے ہیں" پر مہر صداقت کر گئے۔ آج کوئی ہے۔ جو اس دعوت آسمانی کی قبولیت منجانب عیسائیان کا پتہ بتا دے؟ کوئی ہے کہ باوجود فرار مردہ پرستان پر بھی حضرت مدعی صداقت اسلام مسیح موعود علیہ السلام کو صادق اور راستباز اور اسلام و بانی اسلام و خداء اسلام پر جان نثار نہ قرار دے؟ اگر نہ دے۔ تو جان لو کہ ایسا شخص انسان نہیں بلکہ حیوان بشکل انسان ہے۔ جس کا کوئی دین و ایمان بجز اتباع نفس و شیطان نہیں۔ اور ایسا جاہل کسی عزت کا مستحق نہیں وہ الحق کی مخالفت میں اندھا۔ بہرہ گونگا ہے۔ اوس کو خدا کے سپرد کرو۔ جہاں وہ اپنے اعمال کی سزا پائیگا۔ اور تم ایسے خبیث سے علیحدہ ہو جاؤ۔ جو راست بازوں کا دشمن ہے۔

تبلیغ رسالت

سیدنا حجری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ان نایاب اور لاجواب اشتہارات کا مجموعہ جو حضورؑ نے اپنی اور اسلام کی صداقت کے ثبوت میں ۱۸۷۸ء سے لیکر ۱۹۰۸ء یوم وصال تک اتمام حجت کے طور پر شائع کر کے اسلام کو تمام دینوں پر غالب کر دکھایا ہے۔ یہ جملہ اشتہارات دس جلدوں میں جمع کر دیئے ہیں۔ تاکہ محفوظ ہو جائیں۔ ان جواہرات کی قیمت بغیر جلد دس روپیہ اور مجلد کی ۱۵ علاوہ محصول ڈاک ہے۔ چند جلدیں مکمل رہ گئی ہیں۔ شائقین جلد طلب فرمائیں پھر ان کا ملنا محال ہوگا۔

پتہ:۔ مینیجر فاروق بک ایجنسی قادیان ضلع گورداسپور

اصلاح اعمال!

نمبر (۶)

اعمال بد سے بچنے کا آسان طریق

خدا تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو

قرآن مجید:۔ (۱) یاایھا الذین امنوا ان تتقوا اللہ یجعل لکم فرقانا۔ و یکفر عنکم سیئاتکم و یغفر لکم۔ واللہ ذوالفضل العظیم (سورۃ انفال ع۴)

اے مومنو! اگر تم اللہ تعالےٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایک امتیاز قائم کر دے گا۔ تمہاری برائیاں دور کر دے گا۔ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ اللہ تعالیٰ بڑے فضل والا ہے۔

(۲) ومن یتق اللہ۔ یجعل لہ مخرجاً و یرزقہ من حیث لا یحتسب (سورۃ الطلاق ع۱)

ترجمہ:۔ جو اللہ تعالےٰ کا تقوےٰ اختیار کرے۔ اللہ تعالےٰ اس کے نکلنے کا ذریعہ مہیا کر دے گا۔ اللہ اسے رزق دیگا۔ ایسی جگہ سے جہاں سے اس کو وہم بھی نہ ہو۔

(۳) تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (سورۂ مائدہ ع۲) ترجمہ۔ تم نیکی اور تقویٰ کے معاملات میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔ نہ کہ گناہ اور زیادتی میں۔

احادیث نبویہ (۱) حضرت ابن مسعود رضؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اپنی زبان مبارک سے فرمایا کرتے تھے۔ اے اللہ میں تجھ سے ہدایت۔ تقویٰ۔ عفاف اور غنا طلب کرتا ہوں۔ (مسلم)

(۲) ابو سعید الخدری رضؓ سے روایت ہے۔ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ دنیا شیریں اور تر و تازہ ہے۔ اور اللہ نے تمہیں دنیا میں خلیفہ بنایا ہے۔ پس وہ تمہیں دیکھتا ہے کہ تم اس میں کیسے عمل کرتے ہو۔ تم دنیا اور عورتوں کے معاملہ میں تقویٰ اختیار کرو۔ کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا جو اٹھا وہ عورتوں کے سبب سے اٹھا۔ (مسلم)

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام (۱) ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقا ہے اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

(۲) بہت سے ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ ہم مرید ہیں۔ مگر وہ مرید نہیں۔ وہ پورے زور سے تقویٰ کی راہوں پر قدم نہیں مارتے اور دنیا کے گند انکے اندر ہیں۔ اور پورے صدق سے مجھ سے تعلق نہیں رکھتے۔ ایک ادنیٰ ابتلاء کے وقت میں دیکھتا ہوں کہ وہ گرے وہ گرے۔ پس درحقیقت انکو مجھ سے تعلق نہیں اور نہ مجھے ان سے تعلق ہے۔ اور اگر وہ قیامت کو بھی میرے پاس آئیں تو مجھے کہنا پڑیگا۔ کہ مجھ سے دور ہو۔ کہ میں تمہیں شناخت نہیں کرتا۔ (الحکم ۱۹۰۵ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

اہل پیغام کی فطرت ثانیہ کا تازہ ترین مکروہ مظاہرہ

اور پیغامیوں کیلئے زبردست روح فرسا انکشاف

ایہا الاحباب! فاروق کے گذشتہ سی پوستہ پرچہ میں میں نے بدلگام پیغام کے خبث بھرے شذرہ کو نقل کر کے "قبلہ امیر القوم مولانا مولوی محمد علی صاحب" کے کانوں کو ہلا کر الارم کر دیا تھا۔ اور ایک ہفتہ کی مہلت بھی دی تھی۔ کہ شاید وہ اپنے خوشامدی پٹھو کی گوشمالی کر کے اس کے کئے پر تین حرف بھیجیں۔ اور کم از کم عبداللہ آتہم کیطرح ہی وقتی طور پر توبتہ النصوح کے لئے زبان کا لکر ہاتھ کانوں پر دھریں۔ مگر مجھے نہایت افسوس اور رنج کے ساتھ اظہار کرنا پڑا ہے۔ کہ "قبلہ صاحب" نے بھی مجرمانہ خاموشی سے اپنے پٹھو کی پیٹھ ٹھونک کر تعاون علی الاثم والعدوان کا ارتکاب کیا ہے۔ اور میری عطا کردہ مہلت سے بجائے استفادہ کرنے کے الٹا خسارہ اٹھایا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

مشہور مثل ہے "کھسیانی بلی کھمبا نوچے"۔ میرا وہ حق و حقیقت پر مبنی پوسٹر جو اہل پیغام کے فریب کارانہ اور عیارانہ پوسٹر کے مقابل گذشتہ سال "احمدی فریق لاہور کے صحیح عقائد" کے ہیڈنگ کے ماتحت شائع ہو کر ان اصحب الاخدود کے دجالی فتنہ کو پاش پاش کرنے کا موجب ہوا تھا۔ ابھی تک ان لاہوری گندے نالے کے کیڑوں کے سروں اور چھاتیوں پر سانپ کی طرح لوٹ پوٹ رہا ہے۔ اور جب کبھی بھی ان کو وہ کالے دن یاد آتے ہیں۔ جب کہ ان کے "غیر از جماعت" دوستوں اور مخالفوں نے اخباروں اور تقریروں میں میرے اس زبردست پوسٹر کے حوالجات پیش کر کے ان کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ اور انہی میں سے بعض تنگ آمد بجنگ آمد کے سلوک کی منزلیں طے کرتے ہوئے اکابرین پیغام کے حق میں لعنت ونفرین کے ووٹ پاس کرتے تھے۔ کہ اسوقت کیوں اس حماقت ازلی اور شرارت کشی کا ارتکاب کر کے اپنی پردہ دری کا موقعہ دیا گیا ہے۔ تو ایسی بھونڈی اور بدبخت یاد پران کھائی والوں کے زخم پھر سے ہرے بھرے ہو جاتے ہیں۔ اور تو کچھ بس نہیں چلتا۔ تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ اپنی درندگی اور شرمندگی اور گندگی کو اوپر کی طرف اچھال اچھال پھینکتے ہیں جو نیچرل طور پر ان کے منہ پر واپس آپڑتی ہے۔

میرے اس سحر شکن پوسٹر کو "قادیانی دجل" سے تعبیر کرتے ہوئے ان خرد ماغوں کو شرم نہیں آئی۔ ہاں اس کو "لاہوری دجل" قرار دیتے۔ تو وہ ایک حد تک حق بجانب تھے۔ کیونکہ اس پوسٹر میں تمام کے تمام حوالجات اور عبارات وغیرہ انہی لاہوری "پاک ممبرِ دل" (اپنے منہ میاں مٹھو) کے اپنے ہاتھوں اور قلم کی لکھی ہوئی درج ہیں۔ کس بے باکی اور دیدہ دلیری سے بدلگام مجہول الکنہ اختر بے تا لکھتا ہے کہ

"صاف چیلنج مناظرہ کے جواب میں انکار کرتے ہوئے اپنے عقائد کو شائع کر دیا۔ اور نیچے ہمارے بزرگان جماعت کے نام لکھ دیئے"

لعنۃ اللہ علی الکاذبین

اشتہار اب بھی موجود ہے۔ اور اس اشتہار کو مخالف و موافق نے پڑھا ہے۔ اس میں ہر ایک لفظ حرف جملہ اور فقرہ حرف اور حرف انہی بزرگانِ جماعت کا فرمودہ بلکہ رقم فرمودہ ہے۔ جن کی پابوسی جن کی کفش برداری۔ جن کی قے خوری اور جن کی پس خوردگی کا فخر اور شرف

اختر پیغام وتا ساقط ازو

کو حاصل ہے۔ کیونکہ بے سر و ہڑا اختر اب آیا خیال شریف میں ؎

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کر بولے!

اللہ اللہ! حق تمہاری زبان پر جاری ہو ہی گیا۔ کہ اپنے عقائد کو شائع کر دیا۔ اور نیچے ہمارے بزرگان جماعت کے نام لکھ دیئے" اس سادہ لوح مجہول فاضل کے نزدیک اگر اس باطل شکن پوسٹر والے عقائد ہم قادیانیوں ہی کے ہیں۔ تو پھر اختلاف کیسا۔ اور یہ سر پھٹول کیوں اختیار

؎ یعنے الف اور یت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کر رکھی ہے۔ آؤ اور سچے دل سے توبہ اختیار کرو کیونکہ وہ تمام عقائد تمہارے ہی مسلمہ و مصدقہ داتایان گنج بخش کے بیان کردہ ہیں ؎

الجھا ہے پاؤں یار کا زلفِ دراز میں
لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا

بڑے تبختر اور محبوبانہ انداز سے یہ مجہول فاضل لکھتا ہے۔ کہ گویا اہل پیغام کے گندے چیتھڑے "قادیانی دجل" نامی اشتہار شائع ہونے پر قادیانی کمپ میں شور مچا تھا۔ کہ ہمارے لئے دجل کا لفظ کیوں استعمال کیا گیا ہے۔" اس بوڈم بے دال سے کوئی پوچھے۔ کہ تمہارے اس چیتھڑے میں کونسی ایسی شہنائی بجائی گئی تھی۔ کہ قادیانی کمپ میں شور مچ گیا۔ دجل قادیان وغیرہ کے الفاظ سننے کے تو ہم عبدالحکیم مرتد پٹیالوی کے زمانہ سے ہی عادی ہو چکے ہیں۔ ہمارے لئے کوئی نئی بات نہ تھی۔ ہمیں اگر افسوس اور رنج تھا۔ اور ہے۔ تو اس امر کا کہ حق کی مخالفت اور خلیفۂ برحق کی معاندت نے اہل پیغام کو کس قدر انتہائی گراوٹ تک پہنچا دیا ہے۔ .... کہ شرف المکان بالمکین کے اصول کے ماتحت تو یہ مکہ یا مدینہ زادہ اللہ شرفہما کے رہنے والے کسی انسان سے کسی وجہ سے مخالفت پیدا ہونے پر

مکی دجل یا مدنی دجل

بھی لکھنے کو طیار ہیں۔ تف ہے تمہارے اس اعتقاد و اصول پر اور حیف ہے ایسے جہل مرکب مولوی فاضل کو کہ ہم جیسے خادمان مسیح موعود علیہ السلام کو تو "نادان غالی" قرار دے۔ اور آپ خارجیوں سے بھی بدترین حرکات کا ارتکاب کر کے پھر بھلا مانس بنا رہے۔ اور اکابرین مجریہما میں سے کوئی بڑا چھوٹا اس سے نہیں پوچھتا۔ کہ اجہل خارجی یہ کیا بک رہے ہو۔ قادیان کی عظمت تو حضرت مجدد چہاردہم صدی کی عظمت کا جزو لاینفک ہے۔ مگر کہے کون جب کہ آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے۔

اس کندۂ ناتراش نے محض حق نمک ادا کرنے یا بامید ترقی معقول قادیان کو دمشق سے تشبیہ کے استعارہ سے یہ احمقانہ نتیجہ نکال کر اپنے خبث باطن کا مظاہرہ کیا ہے۔ کہ گویا اب نعوذ باللہ قادیان یزید کا پایۂ تخت اور یزیدیوں کا منصوبہ گاہ ہے۔ حالانکہ حضرت اقدسؑ نے تو اس حوالہ میں بار بار حضرت امام حسینؓ سے اپنی مماثلت اور مشابہت بیان فرما کر اس امر کو ظاہر فرمایا ہے۔ کہ میری مخالفت اور معاندت کرنے والے یزیدی طبع لوگ ہیں جن کی طرف میں مبعوث کیا گیا ہوں۔

اس میں نہایت لطیف پیرایہ میں استعارۃً اس امر کی طرف بھی اشارہ ہے۔ کہ ایک وقت آئیگا۔ کہ جس طرح آل نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دشمن اور قاتل خود مسلمان کہلانے والوں میں سے ہی پیدا ہو گئے تھے۔ اور ان میں یزید عنید امیر المومنین بن کر بیٹھ گیا تھا۔ اسی طرح اس سلسلہ میں بھی یزیدی طبع لوگ پیدا ہونگے۔ اور آل مسیح کے مقابلہ میں باوجود منکر خلافت ہونے کے پھر بھی اڑھائی اینٹ کا "حسینی ہال" الگ بنا کر "سیدنا حضرت امیر المومنین" بن بیٹھے گا۔ خواہ اڑھائی بوٹیاں اور فتو باغبان کا مصداق ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ امام حسینؓ سے مماثلت تامہ تبھی پیدا ہو سکتی ہے جبکہ حضور علیہ السلام کی آل کے دشمن بھی پیدا ہو کر یزید سے پوری مماثلت اپنے اندر پیدا کر لیں۔

مگر اختر بے لگام کو میں یقین دلاتا ہوں۔ کہ قادیان اب دمشق کے مشابہ نہیں رہا۔ کیونکہ یزیدی طبع لوگ یہاں سے خس کم جہاں پاک ہو کر لاہور کے گندے نالے میں گل سڑ رہے ہیں۔

میرا خیال ہے۔ کہ مسئلہ یزیدیت اور تشبیہ دمشق کافی طور پر سمجھ آگیا ہوگا۔ مگر مجھے ایک بات کی حیرانی ضرور ہے۔ کہ پیغامی نمکخوار نامہ نگار کو یہ کس معتبر نے پیغام پہنچا دیا۔ کہ "قادیانی اپنی مجالس میں خوب قہقہے لگا کر فخریہ کہتے تھے۔ کہ "بھئی واہ فخر ملتانی۔ پیغامیوں کو خوب الو بنایا۔" کیونکہ میں تو ان دونوں "معزز خطابات" کو اس دن سے ہم معنی و مترادف سمجھتا ہوں۔ جس دن ایک کہنے والے اہل پیغام کے بزرگ نے قراری بہشتی مقبرہ کی بنیاد رکھتے وقت اپنی زبان فیض ترجمان سے گوہر افشانی فرمادی تھی۔ کہ الوؤں کی تسلی کے لئے یا بالفاظ دیگر الوؤں کو دفنانے کے لئے یہ مقبرہ تجویز کیا گیا ہے۔" اور اسی بناء پر وہ مقبرہ الوؤں کا مقبرہ کہلایا۔ چنانچہ جسمانی رنگ میں بھی اس میں کئی مرتبہ الو صاحبان دیکھے گئے ہیں۔

اسیطرح اس کرایہ کے نامہ نگار نے یہ اعتراض کیا ہے کہ حضرت اقدسؑ کی قبر پر ابتدائی کتبہ میں لکھا گیا تھا۔

"جناب مرزا غلام احمدؐ صاحب قادیانی رئیس قادیان۔
مسیح موعود مجدد صدی چہاردہم تاریخ وفات ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء"

اس کتبہ سے صاف معلوم ہوتا تھا۔ کہ حضرت مسیح موعودؑ کو بحیثیت مجدد دنیا کے سامنے پیش کیا گیا ہے۔ نہ بہ حیثیت نبی کے۔"

اس خوش فہم سادہ لوح بھلے مانس سے کوئی اتنا تو پوچھے کہ اس مضمون میں نفی نبوت کہاں سے نکلتی ہے۔ اس طرح ایک احمق یہ بھی کہہ سکتا ہے کہ چونکہ اس کتبہ میں مہدی نہیں لکھا ہوا۔ اس لئے ثابت ہوا۔ کہ آپ مہدی بھی نہیں تھے ؎

چہ خوش گفت سعدی در زلیخا

الا یا ایہا الساقی ادر کاساً و ناولہا

باقی اگر کوئی یہ کہے۔ کہ مجدد لکھنے سے نفی نبوت لازم آتی ہے۔ تو یہ اس کی جہالت اور حماقت پر بین دلیل ہے۔ کیونکہ جب ایک برگزیدہ انسان مجدد ہو کر خاتم النبیین بن سکتا ہے (دیکھو لکچر سیالکوٹ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یعنے مجدد ہونا ختم نبوت کے منافی نہیں۔ تو مجدد کہلانا عام نبوت کے منافی کیوں کر ہو سکتا ہے۔

اس کتبہ کے متعلق اخویم مکرم قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری کے کسی مکالمہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق حکم قرآنی

فاذا جاءکم فاسق بنبأ فتبینوا!

کے ماتحت سردست میں کچھ نہیں لکھ سکتا۔ قاضی صاحب موصوف خود ہی اگر ضرورت سمجھیں گے۔ تو تردید و تنقید کر دیں گے[1] البتہ ایک غلط نتیجہ کا ازالہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ جو کسی ملک عبدالرحمن صاحب کی طرف منسوب کر کے نکالا گیا ہے۔ کہ

"اس سے تو ایک اور بات صاف ہوتی ہے۔ اور وہ یہ کہ حضرت مولانا محمد علی صاحب ایدہ اللہ بنصرہ کے عقائد اس زمانہ بھی وہی تھے۔ جو آج ہیں۔ اور اس وقت بھی وہ نبی نہ مانتے تھے۔ لہذا آپ کا حضرت امیر ایدہ اللہ بنصرہ پر یہ اعتراض کرنا کہ وہ اس وقت نبی مانتے تھے مگر اب انکار کرتے ہیں۔ غلط ثابت ہوا۔ دوسرے یہ تعجب ہے کہ سیدنا حضرت امیر المومنین (مولوی محمد علی صاحب) اس وقت کتبہ بنواتے ہیں۔ تو حضرت مولانا مولوی نور الدین علیہ الرحمۃ بھی خاموشی اختیار کرتے ہیں۔ اور نہیں روکتے۔ نہ ہی کوئی فرد جماعت اعتراض کرتا ہے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ سب کے یہی عقائد تھے"

اختر پیغام ایک فرضی اور قابل تبیین مکالمہ سے ایک بہت دور کی کوڑی لائے ہیں۔ اور دو اور دو چار روٹیاں کی طرح آپ کو خیر سے بہت دور کی سوجھی ہے۔ اس نتیجہ کے ایک حصہ سے تو مجھے بھی ضرور اتفاق ہے۔ کہ حضور علیہ السلام کی وفات پر مسئلہ نبوت میں اجماعی اتفاق تھا۔ مگر آگے جو الٹی کھوپری نے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ گویا حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عدم نبوت کا اجماعی اعتقاد تھا۔ یہ نہ صرف غلط بلکہ خلاف واقعہ اور دروغ بافی ہے۔ کیونکہ کتبہ پر بقول بدلگام پیغامی کے مسیح موعود و مجدد صدی چہار دہم لکھا گیا ہے۔ اس کے معنے صاف یہی ہیں کہ آپ وہ مجدد تھے جو بموجب حدیث نبوی مسیح موعود نبی اللہ و امامکم منکم کے مصداق تھے۔

ماسوا اس کے یہ بھی غلط اور جھوٹ ہے۔ کہ اہل پیغام کے نزدیک "امیر المؤمنین صاحب" نے وہ کتبہ بنوایا تھا۔ اسوقت بہشتی مقبرہ کے افسر اہل پیغام کے باوا آدم حضرت مولوی محمد احسن صاحب مرحوم امروہوی تھے۔ اور ان کے متعلق اہل پیغام کا چھوٹا بڑا پرانا "پاک ممبر" اچھی طرح جانتا ہے۔ کہ وہ حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی نبوت میں فنا فی النبوۃ کے مقام پر تھے۔ سو ان کے انتظام کے ماتحت وہ کتبہ لکھوایا گیا تھا۔

اب ہر ایک ذی انسان جس کے سر میں دماغ اور دماغ میں عقل اور عقل میں حس موجود ہے۔ سمجھ سکتا ہے۔ کہ ایسا فنا فی النبوت انسان نبوۃ جیسے جزو لاینفک کو وہمی اور خیالی طور پر بھی حضور علیہ السلام سے جدا نہیں سمجھ سکتا تھا۔ اور اگر کوئی پوچھے کہ بھئی فخر ملتانی یہ کہاں سے ثابت ہوا۔ کہ اہل پیغام کے باوا آدم صاحب فنا فی النبوۃ المسیح موعود کے مقام پر تھے۔ سو اس کے لئے علاوہ ان صدہا دلائل اور حوالجات اور بینات کے جو ربع صدی سے ہماری طرف سے پیش کئے جا چکے ہیں۔ ایک ایسا زبردست اور ناطق اور اچھوتا اور اٹل اور غیر ممکن التحرک حوالہ پیش کرتا ہوں۔ جو اہل پیغام کیلئے روح فرسا اور کپکپی پیدا کرنیوالا ثابت ہوگا۔ اور حضرت مولانا مولوی محمد احسن صاحب کی روح قبر میں مارے خوشی کے تڑپ اٹھیگی اور خاکسار دیرینہ نیازمند فخر ملتانی کو بے اختیار مرحبا کہتی ہوئی ہزاروں ہزار دعائیں دیگی اور کہیگی "بھئی واہ فخر ملتانی پیغامیوں کو خوب سمجھایا۔ جواب کو خوب سنبھایا۔ مجھ پر سے الزام ایسا ہٹایا کہ اب تو مان جائیگا اپنا پرایا۔ کل جدید لذیذ کے ماتحت مجھے یقین ہے کہ ؎

سُن سُن کے سر دُھنینگے قال اہل حال میرا

وہ یہ کہ کتبہ کے متعلق چہان بین کرتے ہوئے بہشتی مقبرہ کے رجسٹر ۱۹۱۸ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نام کے آگے مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی افسر بہشتی مقبرہ کے اپنے ہاتھوں سے مندرجہ ذیل نوٹ لکھا ہوا مل گیا ہے۔ کہ

"حضرت مسیح موعود اور مہدی معہود جو مصداق یحدثھم بدارجاتھم فی الجنۃ کے تھے۔ اور یہ مقبرہ بہشتی حضرت اقدس کو بموجب حدیث

لم یقبض نبی قط حتی یری اللہ مقعدہ فی الجنۃ

یعنے کبھی کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ اس کی زندگی میں مقبرہ بہشتی اپنا وہ دیکھ لیتا ہے۔ اور دو نیم سال قبل وفات یہ مقبرہ حضور علیہ السلام نے حالت کشف اور الہام میں دیکھ لیا تھا۔ لہذا اگرچہ وفات آپ کی لاہور میں

---

[1] مضمون ہذا لکھنے کے بعد اخبار الفضل میں قاضی صاحب موصوف کی طرف سے حسب ضرورت نوٹ اس کی تردید میں شائع ہوا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئی۔ لیکن بحکم حدیث موتُ غربۃٍ شہادۃٌ اسی مقبرہ بہشتی میں دفن ہوئے"۔ فقط مجررہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء

امروہوی صاحب کی اصلی تحریر کا عکس یہہ ہے

حضور مسیح موعود اور مہدی معہود جو مصداق لحرنہم
ہر رجا بہم فی الجنہ کہتی اور مقبرہ بہشتی حضرت
اقدس کو بحوجہ حدیث لم یقبض نبی قط حتی یری
مقعدہ فی الجنہ۔ یعنے کبھی کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا
جبتک کہ اوسکی زندگی میں مقبرہ بہشتی اپنا وہ دیکھ لیتا ہی
لہذا
اور دو یم سال قبل وفات
کہ تعمیر حضور علیہ السلام نے حالت
کشف اور الہام میں دیکھ لیا تھا لہذا الکرام
وفات انکی لاہور ہوئی لیکن بحکم حدیث نبوی
بشارۃ کے انہی دو مقبرہ بہشتی میں دفن
ہوئے مورخہ ۲۷ مئی
سنہ ۱۹۰۸ء

اب ذرا بی اختر جان بے نقاب ہوکر فخر ملتانی سے آنکھ ملاکر بتلائے۔ کہ اب بھی تمہارے

جیسے بچہ لگوں کو یہ کہنے کا حق ہے۔ کہ حضرت اقدس نبی نہ تھے۔ یا یہ کہ حضرت اقدس کی وفات پر سب کے عقائد وہی تھے۔ جو آج تمہارے خود ساختہ "امیر المؤمنین" صاحب لاہور کو متعفن گڑھے میں جاکر اختیار کرنے پڑے ہیں۔ حضرت مولوی محمد احسن صاحب نے تو ظلی بروزی تشریعی غیر تشریعی مجازی حقیقی کا جھگڑا ہی نہیں رہنے دیا۔ بلکہ نہایت صفائی سے بدست خود بقائمی ہوش و حواس خمسہ حدیث نبوی کا حوالہ دے کر تحریر فرمایا۔ کہ بہشتی مقبرہ صرف اور صرف نبی ہی بالہام خداوندی تجویز کر سکتا ہے۔ کوئی ولی مجدد۔ اور غیر نبی نہیں بنا سکتا۔ اور یہی بہشتی مقبرہ ہی حضرت اقدس کی نبوت پر زبردست دلیل ہے۔ کیا لطیف استدلال ہے۔ کہ لم یقبض نبیٌ قط کہ کوئی نبی قبض روح نہیں کیا گیا۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے نبیوں کی حیثیت کے متعلق ایک عام قانون بیان فرماتے ہوئے ایک رنگ میں پیشگوئی بھی فرمادی کہ میرے بعد آنے والا نبی یعنی مسیح موعود علیہ السلام الہام الٰہی کے ماتحت بہشتی مقبرہ تجویز کرے گا۔ اور اس میں باوجود یکہ کئی قسم کی روکیں بھی پیدا ہوں گی۔ یعنی اس نبی پر موت غربۃٍ شہادۃٌ مجوزہ بہشتی مقبرہ سے دور لاہور شہر میں وارد ہوگی۔ جسے تھوڑے عرصہ کے بعد قادیان سے نکلے ہوئے **یزیدیون** صاحبان قادیان جیسی متبرک بستی سے مارے رقابت اور جلن اور حسد کے مدینۃ المسیح قرار دیدینگے۔ علاوہ ازیں مخالفین کی شرارت اور فتنہ و فساد کی وجہ سے اس نبی کی نعش مبارک کو اس بہشتی مقبرہ تک پہنچانے میں کئی ایک روکیں پیدا ہونگی۔ مگر اللہ تعالےٰ ان تمام روکوں کو دور فرمائے گا۔ یعنی ان مخرج یزیدیوں کو اس نبی کی وفات کے وقت مبہوت رکھ کر لاہور کو مدینۃ المسیح تجویز کرنے کا خیال

نوٹ: جس وقت مکرم اخویم مولوی اللہ دتا صاحب جالندہری کو اس تحریر کی برآمدگی کا خاکسار سے علم ہوا تو انہوں نے بھی اسے دیکھ کر بہت پسند کیا اور بہ نیت کثرت اشاعت صیغہ دعوت تبلیغ کی طرف سے اس تحریر کا عکس علیحدہ ٹریکٹ کی صورت میں امروز فردا شائع کرنے والے ہیں:۔ **فخر ملتانی**

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہی نہ آنے دیگا۔ تاوہ کہیں آپ کی نعش مبارک کو وہیں نہ روک لیں۔ اور مخالفین کی شرارت کا سد باب کرکے نعش کو اس الہامی بہشتی مقبرہ میں پہنچانے کے لئے سہولتیں پیدا کر دیگا۔ تاوہ الہامی نوشتہ پورا ہو۔ جو محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان فیض ترجمان پر جاری ہوا۔ سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

اب بی اختر جان کو بجز اس کے کوئی چارہ نہیں۔ کہ یا تو اس حدیث کو غلط قرار دیکر اپنی اجہلیت اور ازلی شقاوت کا ثبوت دے۔ یا پھر اپنے بزرگوں کے باوا آدم حضرت مولوی محمد احسن صاحب جیسے عالم اجل فاضل بے بدل سے ناخلفی کرکے "میں نہ مانوں" کی رٹ لگانی شروع کردے۔ یا پھر جس نسب کی طرف وہ اپنے تئیں منسوب کرتا ہے۔ اس کی لاج رکھ کر اس لاف زنی سے رجوع کرے۔ کہ حضرت صاحب کی وفات پر سب کے عقائد وہی تھے۔ جو آج ان کے "سیدنا امیر المومنین" ظاہر فرما رہے ہیں۔

اب اصل حقیقت تبدیلی کتبہ جو تحقیق و تدقیق سے معلوم ہوئی ہے۔ وہ احباب کرام کی وسعت علم کے لئے لکھتا ہوں۔ جو یہ ہے۔ کہ اس وقت سادگی سے مقبرہ بہشتی کے محرر نے کتبہ لکھوالیا۔ اس کے بعد برسوں تک وہ کتبہ بدستور رہا۔ پھر وہ رفتہ رفتہ بجھ کر ملیامیٹ ہوگیا۔ تو دوبارہ لکھوایا گیا اس مرتبہ صرف وہی الفاظ لکھوائے گئے جو رجسٹر بہشتی مقبرہ میں حضور کے نام کے خانہ میں درج چلے آتے ہیں۔ یعنی "مسیح موعود علیہ السلام و مہدی معہود"۔ اس کتبہ کو جب پتھر پر کھدوانے لگے۔ تو موجودہ افسر بہشتی مقبرہ فرماتے ہیں۔ کہ اسی کتبہ کی بعینہٖ نقل کرائی گئی۔ جو سنگ مرمر پر کھدی ہوئی ہے۔ اس میں کسی قسم کی مصلحت آمیز تبدیلی کا وہم و گمان بھی نہیں آیا۔ جس کو اختر جیسے بزا فضش دجل وغیرہ سے موسوم کرکے اپنی عاقبت خراب کر رہے ہیں۔ تبدیلی کی ضرورت تو تب ممکن تھی۔ کہ اگر حضرت اقدس کی وفات پر مسئلہ نبوت پر کسی قسم کے اختلاف کا اظہار ہوتا۔ یا لفظ مجدد سے عدم نبوت کا استدلال کیا گیا ہوتا۔ کیونکہ "مسیح موعود" کا جامع و مانع لفظ جو اس کے بالمقابل موجود تھا۔ حضرت اقدس کی زندگی میں اور حضور کی وفات کے کافی عرصہ بعد تک ان تمام اکابرین پیغام کا ورد زبان اور وظیفہ صبح و شام رہا۔ یعنی نبی و رسول۔ نبی آخر الزمان۔ پیغامبر آخر زمان رہا۔ دیکھو ریویو آف ریلیجنز۔ اور صحیفہ آصفیہ و دیگر کتب و رسائل یہاں تک کہ اخبار پیغام صلح مارچ ۱۹۱۴ء تک کے پرچے۔ ایسی صورت میں مصلحت آمیز تبدیلی کی ضرورت ہی کیا تھی۔ یا تبدیلی کی تب ضرورت ہوتی جب مجرد مجدد کا لفظ ہوتا۔ جس صورت میں کہ مجدد و مسیح موعود کا مرکب جملہ موجود تھا۔ تو پھر تو یہ وہم بھی نہ ہو سکتا تھا۔ کہ کبھی کوئی ایسا جہل مرکب مولوی فاضل بھی زمین سے نکل پڑے گا۔ جو مسیح (نبی اللہ) و مجدد مرکب جملہ سے نفی نبوت کا جاہلانہ استدلال کرے گا۔

اگر یہ کتبہ حضرت مولوی محمد احسن صاحب کے اپنے ہاتھ سے تجویز کردہ ہوتا۔ یا خود تمہارے "سیدنا امیر المومنین" کا بھی مجوزہ ہوتا۔ تو اندنوں وہ حضرت اقدس کے لئے کم از کم "جناب" کا لفظ تو استعمال نہ کرتے۔ جبکہ خود مولوی محمد احسن صاحب ۲۷ مئی ۱۹۱۸ء یعنی یوم تدفین کو دفتری رجسٹر میں "حضور مسیح موعود" کرکے لکھ رہے ہیں۔ پس اس کتبہ کو اتنی اہمیت دینا کہ اس میں کسی قسم کی لفظی یا ترتیبی تبدیلی کو دجل اور کفر تک قرار دیا جائے کس قدر شرافت اور متانت سے گری ہوئی بات ہے۔ اور پھر اس پر مستزاد یہ کہ بجائے اس کے کہ ایسے بوجھ بجھکڑ اختر کو "سیدنا امیر المومنین" صاحب تنبیہ فرماتے الٹا اس کو ہلدی کی گرہ سمجھکر لے دوڑے۔ اور جھٹ نہ آؤ دیکھا نہ تاؤ ایک خطبہ جمعہ اس کی شان نزول میں پڑھ کر جلے دل کے پھپھولے نکالے۔

کیوں بی اختر۔ تم کو تو حق ہے۔ کہ ایک نااہل کے آگے پیچھے کئی ایک دم چھلے خواہ اس پر پھبتیں یا نہ لگاکر بوجھوں مارتے جاؤ۔ کہیں لکھو۔ مجد الدین۔ کہیں لکھو امیر القوم۔ علم و قلم لدنی کے مالک سیدی و مولائی حضرت امیر المومنین وغیرہ وغیرہ۔ لے تو مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ کیونکہ امیر المومنین کی اصطلاح خلفاء کے لئے ہے۔ مگر یہ امیر المومنین سرے سے خلافت کے ہی منکر ہیں۔ کیونکہ تھوکے کھٹے) مگر ہم کو اس حق سے بھی محروم رکھتے ہو۔ کہ ہم جری اللہ فی حلل الانبیاء حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جسے قرآن نبی قرار دے۔ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نبی اللہ قرار دیں۔ تازہ الہام الٰہی اس کو نبی و رسول قرار دے۔ خود مدعی یعنی حضرت مسیح موعود اپنے تئیں بطور نبی و رسول پیش کریں۔ صرف مسیح موعود و مہدی معہود ہی کتبہ پر لکھ سکیں۔ عدم ذکر سے عدم شے تو لازم نہیں آیا کرتی۔ جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاتم النبیین کا جملہ نہ لکھنے سے ختم نبوت کا انکار اور آنحضرت صلعم کو مجدد اعظم لکھ دینے سے آپ کی نبوت یا ختم نبوت سے انکار لازم نہیں آتا۔ تو پھر اتنی سی غیر متعمدًا تبدیلی واقع ہونے پر تمہارے چھوٹے بڑوں کے پیٹوں میں کیوں قراقر پیدا ہوا۔ کہ ایک طرف اخبار میں دوہائی مچادی اور دوسری طرف سیدنا امیر القوم صاحب نے خطبہ جمعہ میں لہسن۔ پیاز بیچنے والوں کی طرح آوازیں دینی شروع کردیں۔ سیدنا امیر القوم کو کیا ضرورت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تھی۔ اختر جیسے پٹہ دار (یعنی تنخواہ دار) جو چھوڑ رکھے ہیں جو ہر آتے جاتے شریف انسان کے پیچھے لپکنے کے لئے کافی ہیں۔

ورنہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے۔ کہ کتبہ کی عبارت کوئی الہامی عبارت نہ تھی۔ کسی بڑے ذمہ دار کی طرف سے مقرر کردہ نہ تھی۔ کہیں پاک نمبروں سے مخلوط یا غیر مخلوط انجمن کا یہ ریزولیوشن نہیں۔ کہ کتبہ پر جو الفاظ پہلے دن لکھے جائیں۔ ان میں کسی قسم کی تبدیلی یا ترمیم یا تنسیخ کرنا کفر و دجل ہوگا۔ پھر ایک غیر ذمہ دار غبی الذہن بشکل انسان حیوان سے ٹائیں ٹائیں کرا کر اپنی مجرمانہ اور دجالانہ تبدیلی عقائد پر سیاہ پردہ ڈالنے کی ناکام کوشش کر کے تنکوں کا سہارا لینا کہاں کی دیانتداری اور امارت بازی ہے تمہاری گرگٹی تبدیلیاں اس طرح کبھی بھی نہیں چھپ سکتیں۔ پہلے امیر بنے۔ پھر امیر القوم کہلائے۔ پھر مجدد الدین تجویز ہوئے۔ اب سیدی و مولائی اور سیدنا امیر المؤمنین کہلانے کے چسکے لے رہے ہیں۔ سچ ہے۔ ؎

آنچہ دانا کند کند ناداں ÷ لیک بعد از ہزار رسوائی

اگر پہلے دن سے ہی خلافت کا انکار کر دیتے تو پہلے ہی روز سے امیر المؤمنین کہلانے لگ پڑتے۔ اب بھیگی بلی کی طرح آہستہ آہستہ سرک رہے ہیں۔

اختر خانم! تبدیلی تو یہ ہے کہ (۱) بارہ برس تک لگاتار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نبی و رسول پکارتے رہے۔ دنیا میں چیخ چیخ کر پیش کرتے رہے کبھی بھولے سے بھی مجدد کا لفظ حضرت اقدس کے حق میں پیش نہ کیا۔ ادھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کا وصال ہوتا ہے۔ ادھر یکدم ایک انقلاب عظیم برپا ہو جاتا ہے۔ کہ وہ نبی۔ رسول۔ اور پیغمبر آخر زمان۔ صرف مجدد صدی چہاردہم رہ جاتا ہے۔ اور نبوت و رسالت کا ایمان یک قلم دلوں سے ہباءً منثوراً ہو جاتا ہے۔ گویا وہ بارہ برس قادیان میں رہ کر بھاڑ ہی جھونکتے رہے۔

(۲) پھر اس ارتدادی جرم کو قائم کرنے کے لئے یہ تبدیلی شروع کر دی۔ کہ "علیہ السلام" کے خصوصی الفاظ جو حضرت اقدس کے حق میں بہ حیثیت نبی و رسول بارہ برس سے استعمال کرتے چلے آرہے تھے۔ تبدیلی مقام سے وہ بھی یک لخت تبدیل ہو کر "مرحوم و مغفور" "یا رحمۃ اللہ علیہ" میں محدود ہو جاتے ہیں۔ (۳) پہلے حضرت مسیح موعود و مہدی مسعود وغیرہ لکھا کرتے تھے۔ اب صرف مسیح زمان (جیسے حکیم اجمل خان و دیگر اطباء وغیرہ کو پکارا جاتا ہے) مہدی دوران وغیرہ عمومیت کے رنگ میں کتابوں کے ٹائٹلوں پر لکھنے شروع کر دیئے تاکہ حضرت اقدسؑ کے درجہ اخص کو گرا کر درجۂ عمومیت میں لے آئیں۔ اور خود بدولت سیدھے سادھے اور سوکھے ساکھے امیر سے سیدنا امیر المؤمنین بن گئے ہیں (۴) مسیح موعودؑ کے نہ ماننے والوں کو بارہ سال تک اپنی تحریروں اور تقریروں میں غیر احمدی غیر احمدی کر کے پکارتے رہے مگر تبدیلی مکان سے یکدم لفظ غیر احمدیؔ غیر از جماعت" میں متبدل ہو گیا۔ (۵) اسی طرح حضرت ام المومنین صاحبہ کو ہمیشہ ام المومنین ہی کے نام سے پکارتے رہے۔ مگر قادیان سے دور ہوتے ہی وہی ام المومنین "بیوی صاحبہ" پکاری جانے لگیں۔ کیا اس سے صاف نتیجہ نہیں نکل رہا۔ کہ تمہارے دلوں میں چور تھا۔ کہ یہ بھی حضرت اقدسؑ کی نبوت پر دلیل ہے۔ کہ آپ کی حرم محترم ام المؤمنین کہلائیں۔ مگر انکار نبوت کی بدولت اہل پیغام اور ان کے اکابر کو ام المومنین کا نام خار بن کر چبھا۔ تو اس کو تبدیل کر دیا۔ (۶) پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم الوصال سے خلیفۃ المسیح کر کے لکھتے اور پکارتے رہے۔ مگر آپ کی وفات کے بعد معاً نبوت و خلافت کا انکار کرتے ہی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ خلافت سے معزول ہو کر مولانا نور الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ رہ گئے۔ (۷) پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات تک تو ایک مرتبہ بھی لاہور کو مدینۃ المسیح نہ پکارا گیا۔ اور نہ لکھا گیا۔ مگر یوم اختلاف یعنی حضرت خلیفہ اول رضؓ کی وفات ہوتے ہی لاہور مدینۃ المسیح بن گیا۔ (۸) پھر جلسہ سالانہ کے موقعہ پر علانیہ طور پر "احمدی" نام کو مٹا دینے کے لئے ریزولیوشن پیش کئے جانے شروع ہوئے۔ امیر القوم صاحب نے مختلف تقریروں پر تبصرہ فرماتے ہوئے یہاں تک بھی کہدیا۔ کہ دیکھو میں جب سے سلسلہ میں داخل ہوا ہوں۔ ایک دن بھی میں نے اپنے نام کے ساتھ احمدی نہیں لکھا۔ اور حضرت خواجہ صاحب کی طرف (جو اس وقت تشریف فرما تھے) اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ کہ اسی طرح خواجہ صاحب نے بھی کبھی لفظ احمدی اپنے نام کے ساتھ نہیں لکھا۔ اگرچہ لفظی طور پر یہ کوشش ناکام رہی۔ مگر ان کی یہ ناخلفانہ مساعی اس امر کی دلیل ہیں۔ کہ احمدیت کے جوئے کو اپنی گردن سے اتارنے کے لئے یہ تدریجی تبدیلیاں شروع کی گئیں۔ (۹) اسی طرح پہلے خود بدولت امیر بے اختیار بنے۔ مگر اب آہستہ آہستہ امیر المومنین صاحب بن کر اپنی چنڈال چوکڑی کے بااختیار خلیفہ بن بیٹھے ہیں۔ (۱۰) مسئلہ ولادت مسیح جس پر حضرت اقدسؑ نے اپنی تمام عمر میں وفات مسیح کی طرح بیسیوں دلائل اور حوالجات قرآنی سے مبسوط بحثیں فرما کر فیصلہ ناطق فرمایا۔ اور ساتھ ہی پُر زور الفاظ میں اس مسئلہ کو اپنے عقائد ضروریہ میں قرار دیا۔ کہ حضرت مسیح ناصری بغیر باپ پیدا ہوئے۔ مگر ان مومن نما بزرگوں نے نہ صرف حضرت اقدسؑ کی حیات طیبہ میں بلکہ حضرت خلیفہ اول رضؓ کے دور خلافت میں بھی (غالباً ان کے ڈنڈے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے خوف سے) اس عقیدہ سے اتفاق قائم رکھا۔ اور بھولے سے بھی صرف اس عقیدہ کے خلاف ہی نہ لکھا۔ بلکہ اس کی حمایت میں ریویو وغیرہ میں مضمون شائع کراتے رہے۔ مگر جونہی بابا ڈانگ والا (یعنی حضرت خلیفہ اول رضؓ) دنیا سے رحلت فرما ہوئے۔ تو نہی ان کی قلبی امراض کا ظہور شروع ہوا۔ اور تفسیر اور دیگر مضامین میں مسئلہ ولادت مسیح بن باپ کا عقیدہ رکھنے والوں پر طرح طرح کے حملے کرنے اور فتوے لگانے شروع کر دے۔ اور اس امر کی قطعاً پرواہ نہ کی۔ کہ حضرت اقدسؑ پر براہ راست یہ حملے ہوتے ہیں۔ اور کھلم کھلا حضرت اقدسؑ کے دلائل اور تحریرات کی تردید کرنی شروع کر دی۔ تلک عشرۃ کاملہ ؛

جائے تعجب ہے کہ اس قدر اہم اور بنیادی اور انقلابی تبدیلیاں تو اس بے غیرت معترض کی نظر سے اوجھل ہو گئیں۔ مگر کتبہ کی عبارت میں سے ایک جزئی لفظ کے چھٹ جانے سے اس کا دل پھٹ گیا۔ تلک اذاً قسمۃ ضیزیٰ کانے دجال کی طرح اس مخنث معترض کی بائیں آنکھ میں دوسروں کے کانٹے تو چبھنے لگے۔ لیکن اپنی آنکھ کے گارڈروں کے گارڈر اس کی سیاہ چھاتی میں کالے ناگوں کی طرح جاگزیں ہیں۔ مگر وہ انہیں اپنے گریبان میں جھانک کر نہیں دیکھ سکا۔

اب اختر جان کے تیسرے دجل کی دھجیاں مختصراً فضائے آسمانی میں اڑاتا ہوں۔ ناظرین کرام ذرا توجہ سے پڑھیں۔

بی اختر فرماتے ہیں۔ کہ "ابو الفضل محمود نے ٹیچنگ آف اسلام کے جدید ایڈیشن میں "سیدنا امیر المومنین صاحب لاہوری" کا نام کاٹ دیا ہے اور اس کی جگہ علی محمد الہ دین کا نام لکھدیا" حالانکہ "سیدنا صاحب" نے جان جوکھوں میں ڈالکر اور ماہواری تنخواہ کے گھاٹ اتر کر اس کا ترجمہ کیا تھا۔

اس کی اصل عبارت یہ ہے کہ

یہ آج تک قادیانیوں کی طرف سے بھی جب یہ کتاب شائع ہوئی۔ تو اس پر سیدنا حضرت امیر کا نام بحیثیت مترجم درج ہوتا رہا۔ اور کتاب کی ابتداء میں وہی مقدمہ شائع ہوتا رہا جو حضرت امیر ایدہ اللہ کے قلم مبارک سے نکلا تھا۔ مگر اس کتاب کو شائع کرتے وقت حضرت امیر ایدہ اللہ کا نام بالکل اڑا دیا گیا ہے۔ اور بجائے آپ کے مقدمہ کے ایک نیا مقدمہ لکھا گیا ہے۔ جو پہلے مقدمہ سے ملتا جلتا ہے مقدمہ کے آخر پر سیدنا الامیر ایدہ اللہ کے نام سے ملتا جلتا نام لکھ دیا گیا ہے"

خود غلط۔ املا غلط۔ انشاء غلط

اس نو آموز طفلک کی ناواقفیت اور علمی فرومائیگی اور جہالت کا یہ عالم ہے کہ اس کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ ہم قادیانیوں کی طرف سے جب سے کہ "حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب" کے ماتحت بزرگان صاحبان قادیان سے علیحدہ ہوئے ہیں۔ ٹیچنگ آف اسلام کا ایک اڈیشن بھی ایسا نہیں نکلا۔ جس میں "امیر ایدہ اللہ" کا دیباچہ لکھا گیا ہو۔ یہاں تک کہ قادیان کی طرف سے تو آج تک ایک مرتبہ بھی شائع نہیں ہوئی۔ کیونکہ مخلوطی زمانہ والی مطبوعہ ایڈیشن ہی کافی عرصہ تک فروخت ہوتی رہی۔ اس کے نایاب ہونے پر سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب آف سکندر آباد دکن نے اپنے جوش ایمان و اخلاص کے ماتحت اس کا ارزاں ایڈیشن اپنی تمہید کے ساتھ شائع کیا۔ جو ہزاروں کی تعداد میں اکناف عالم میں پھیلا۔ اور پھر اس کا تیسرا ایڈیشن چھپا۔ اس کے تیسرے ایڈیشن سے چوتھا ایڈیشن ابو الفضل محمود کے ذریعہ سیٹھ صاحب موصوف نے حال ہی میں من و عن چھپوا دیا ہے ابو الفضل بے چارے کے فرشتوں کو بھی اس کے کسی دقیانوسی دیباچے کا علم نہیں۔ کہ پہلے کیا تھا اور اب کیا ہے

یہ تو ہے اصل حقیقت۔ جس پر اجہل پیغام نے دجل و فریب کے آوازے کس کر "کبر مقتا" سے ابلہ فریبی کی ہے۔ کہ سیٹھ عبد اللہ الہ دین جیسی مقدس اور بے نفس ہستی پر جو ایثار و اخلاص میں ان بڑ ہانکنے والے مبتدی پیغامیوں سے ہزار ہا گنا بڑھ کر ہے۔ بلکہ میں اپنی قلبی کیفیت اور دلی ایمان کے ساتھ علےٰ وجہ البصیرۃ یہ برملا کہنے کو تیار ہوں۔ کہ اس لما یلحقوا کے مصداق بزرگ کے تبلیغی کارنامے اور محض اشاعت اسلام میں بے دریغ اور شرح صدر سے لاکھوں روپیہ کی مالی قربانیاں اس قدر عظیم الشان قربانیاں ہیں۔ کہ جن کی وجہ سے پیغامیوں کے بڑے سے بڑے جیسے ہزاروں کو اس پاک ہستی پر نچھاور کر کے پھینک دیا جاوے۔ اس پاک وجود کو ایک ناہنجار اور پلید ترین بازاری ہستی مسماۃ بی اختر نے پیغام کے چوبارے پر بیٹھ کر یہ بازاری آوازے کسے۔ کہ "الف لیلہ والے الہ دین نہیں"۔ کیا اہل پیغام میں سے وہ عام شرافت اور انسانیت بھی مفقود ہو گئی ہے۔ جو یہودیوں اور عیسائیوں یہاں تک کہ اچھوت اقوام میں بھی عام طور پر پائی جاتی ہے۔ ایک بے لاگ حنیف انسان سے جس نے کبھی بھولے سے بھی تمہارے خلاف ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ بلکہ وہ محض اپنی ایک خاص دھن میں اور طرز پر تبلیغ احمدیت و اسلام میں شب و روز منہمک ہے اس کے متعلق بے ایمانی اور الف لیلہ والے الہ دین وغیرہ کے بازاری آوازے نا فرجام پیغام میں کسے جا رہے ہیں۔ خود امیر الفاجرین اس کو چٹخارے لیکر پڑھتے ہیں۔ اور اندر ہی اندر خوش ہوتے ہیں۔ اور کہتے ہیں۔

"یہ بھئی واہ بی اختر جان! شریفوں پر تم نے خوب گند اچھالا"

نہ صرف اتنا ہی کیا۔ بلکہ اس مغلظ شذرہ کے ایک حصہ پر حوصلہ افزا خطبہ بھی پڑھ دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رکس دیدہ دلیری اور دریدہ دہنی سے نافرجام خوشامدی بھانڈ لکھتا ہے۔ کہ "تمام مقدمہ میں ایک مرتبہ بھی یہ ذکر نہیں کیا۔ کہ ترجمہ کس بزرگ کا ہے۔ بلکہ شرم وغیرت کو بالائے طاق رکھ کر ایم۔اے کہلاتے ہوئے دوسرے شخص کی تصنیف کو اپنے نام سے شائع کر دیا۔"

اس نامعقول جہول کو اتنا بھی علم نہیں۔ کہ خود اس کے بزرگ نے بھی قادیانی زندگی میں تمہید میں کہیں یہ نہیں لکھا۔ کہ یہ ترجمہ میرا کیا ہوا ہے۔ صرف مندرجہ ذیل اس تمہید کے آخر میں یہ ہے کہ

I can not close this short note without an acknowlegement of the Valuable assistance rendered to me in the revision of the English Translation by mr mohd Alex Russel Webb, Maulvi Sher Ali B.A, Qadian, mr Ghulam Muhammad B.A (Sialkote) to whom my best thanks are due.

Mohammad ali

یعنے میں اس مختصر سی تمہید کو مولوی شیر علی صاحب وب صاحب اور ماسٹر غلام محمد صاحب کے شکریہ ادا کئے بغیر بند نہیں کر سکتا۔ جنہوں نے اس کے انگریزی ترجمہ پر نظر ثانی کرنے میں نہایت قیمتی امداد کی ہے۔"

اس کے سوا حرام للہ کہیں بھی تصریح کے طور پر یہ نہیں لکھا ہوا۔ کہ یہ ترجمہ یا تصنیف مولوی محمد علی صاحب کی ہے۔ اور نہ ہی ٹائیٹل کے کسی کونے پر "مترجم بزرگ" صاحب کا نام ہے۔ پس جب خود پیغامیوں کے "بزرگ صاحب" نے علانیہ طور پر اپنی مترجمیت کو ٹیچنگ آف اسلام کی تمہید میں واضح نہیں کیا۔ تو یہ مدعی سست گواہ چست والا معاملہ کیسا ہے۔

اگر مولوی محمد علی صاحب نے اس کا ترجمہ کیا۔ تو کوئی احسان نہیں کیا۔ اس پر ان کا کوئی دائمی حق شفع قائم نہیں ہو گیا۔ بحیثیت تنخواہ دار ایڈیٹر ریویو اس کا ترجمہ کر کے ریویو میں چھپوا دیا۔ میں تو اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ حضرت اقدس کا یہ لیکچر کہیں انگریزی میں ترجمہ ہو کر نہیں پڑھا گیا تھا ورنہ صغائر و کبائر پیغام اور خود امیر پیغام یہ بڑیں ہانکتے پھرتے کہ یہ مضمون اسی لئے سب مضامین پر بالا رہا ہے کہ اس کا انگریزی ترجمہ چشم بد دور علم و قلم لدنی کے مالک "قبلہ امیر ایدہ اللہ" کا کیا ہوا تھا۔

اب جیسا کہ ایک پیغامی گھر کے بھیدی نے بیان کیا تھا۔ کہ قبلہ ایدہ اللہ صاحب ٹیچنگ آف اسلام کی آمدنی کا ۱/۳ حصہ بطور حق تصنیف اپنی کٹھ پتلی انجمن اشاعت اسلام سے پیشگی وصول فرما لیتے ہیں۔ اگر یہ سچ ہے۔ تو یہ کیا ظلم عظیم ہے۔ کیونکہ تصنیف تو حضرت جری اللہ فی حلل الانبیاء کی ہے۔ ترجمہ صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مولوی محمد علی صاحب کو ماہواری تنخواہ دے کر کرایا۔ پھر یہ کرایہ کے مترجم صاحب کس طرح گھر کے دائمی مالک بن بیٹھے۔ اور بیچارے سادہ لوح پیغامیوں کی جیبوں پر ناجائز طور پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔

مزید براں اس امر کا ثبوت کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس شاندار تصنیف ٹیچنگ آف اسلام کو مولوی محمد علی صاحب کی ہی تصنیف قرار دیا جا رہا ہے۔ ایک اور بھی ہے۔ جس سے اہل پیغام کی دیانت اور شرافت کا راز طشت از بام ہو جائیگا۔ اور وہ ثبوت ایک تیز آرہ ہے۔ جو ایک جھوٹے خائن بددیانت اور بے غیرت ناہنجار کی ناک پر چلکر اس کے چہرہ کو ہمیشہ کے لئے مسخ کر دیگا۔ اختر پیغام سن

؎ اب جگر تھام کے بیٹھو میری باری آئی

اپنے ان الفاظ کو کہ

"شرم وغیرت کو بالائے طاق رکھ کر ایم۔اے کہلاتے ہوئے دوسرے شخص کی تصنیف کو اپنے نام سے شائع کر دیا۔" آنکھوں کے سامنے رکھو۔

اور اس کے مقابل قبلہ امیر صاحب کی ذاتی مملوکہ انگریزی کتب کی فہرست ۳۶-۳۴ء دار الکتب اسلامیہ احمدیہ بلڈنگ لاہور کے نام سے شائع شدہ مولانا کے ہر دو ایڈیشن کے صفحات ۱۲ پر مندرجہ ذیل عبارت پڑھو۔ اور اپنی سیاہ چھاتی پر اپنے منحوس ہاتھ رکھ کر بتاؤ۔ کہ کہیں تمہارا تذکرۃ الصدر فقرہ تمہارے اپنے بزرگ ایم۔اے کے حال زار پر تو چسپاں نہیں ہو رہا:

وہ عبارت یہ ہے۔

دیگر کتب مصنفہ	Other Books By
حضرت مولانا محمد علی صاحب	Hazrat maulana Mohd Ali
محمد رسول	Mohammad the Prophet
محمد اور مسیح	Mohammad and Christ
ابتدائی خلافت	Early Caliphate

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ٹیچنگ آف اسلام

اصل کا انگریزی ترجمہ پانچ اہم مذہبی سوالوں کا حل اسلامی نقطہ نگاہ سے

{Teachings of Islam English Translation of the original contains a solution of five fundemental Religions problems from The Muslim point of view

اب بتاؤ اور خدارا بتاؤ۔ اگر تم نہیں بتا سکتے۔ تو کیا نہیں ہے تم میں کوئی بھی رشید و ہوشیار۔ اگر ہے۔ تو وہی خدا کے لئے بتائے کہ تمہارے الفاظ "شرم و غیرت کو بالائے طاق رکھ کر ایم اے کہلاتے ہوئے کس ذات شریف پر منطبق ہو رہے ہیں اختر! اختر!! آنکھیں کھولو۔ شرماؤ مت۔ شرم چہ کنیست کہ پیش شما بیاید۔ کیا تم نے نہیں سنا ہوا ؎ گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد میلش اندر طعنۂ پاکاں زند۔ کیا مندرجہ بالا حوالہ مزید کسی تشریح یا تاویل کا محتاج یا حامل ہے۔ صاف ظاہر ہے کہ مرحومی "دیگر کتب مصنفہ حضرت مولوی محمد علی صاحب" اسکے نیچے تمام تالیفات انہی کی اپنی ہیں۔ ان میں ٹیچنگ آف اسلام بھی درج ہے۔ اگر دل میں چور نہ ہوتا۔ تو یہاں کم از کم اردو فہرستوں کی طرح خفیہ طور پر اپنی اصطلاح جدیدہ میں اصل مصنف کا اتنا ہی اشارہ کر دیا جاتا۔ کہ مجدد اعظم کا مشہور مضمون۔ تب بھی ایک بات تھی۔ مگر برعکس اس کے بقول اختر جان "شرم و غیرت کو بالائے طاق رکھ کر ایم۔ اے کہلاتے ہوئے حضرت مسیح موعودؑ کی شاندار تصنیف کو اپنے نام سے شائع کر دیا" کاش کہ اختر جان جو اپنے حرکات و سکنات کے باعث ایک مشہور ایکٹرس کو بھی مات کر رہا ہے اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ پر غور کر لیتا۔ ورنہ اس شرافت و دیانت پر کہ مصنف کا نام چھپا کر اپنا نام درج کرا دیا جائے۔ سوائے ؎

تفو بر تو اے مولوی جی تفو

کے اور کیا کہیں۔ کیا پیغامی احباب ان معارف پر غور فرما دیں گے؟

اختر! اگر تم میں حیا و شرم کی جنس لطیف کا کچھ ذرہ بھی باقی ہے تو حسینی ہال کے عقب کے گندی چوبچے میں جو بمقام صلح دفتر اور دیگر مزاری انجمن کے دفتروں کے گندے سڑی ایریڈول کا ذخیرہ گاہ ہے اس میں ناک کان پکڑ کر ڈبکیاں لو۔ اور توبہ و زاری کرو۔ ورنہ یاد رکھو کہ دوسرا وار اس سے بھی کاری ہوگا جس سے تمہارے اگلے پچھلے قبروں میں کانپ اٹھینگے۔

یہاں تو صرف تمہید میں مترجم کا نام رہ جانے سے تمہارے بڑوں چھوٹوں کے تن بدن میں آگ لگ گئی مگر اپنی یہ کیفیت ہے کہ شرم و غیرت کو بالائے طاق رکھ کر اتنی عظیم الشان مقدس ہستی کی تصنیف کو امیر القوم صاحب اپنے نام کی طرف منسوب کر کے نہ ایک مرتبہ بلکہ ہر سال کی نئی تہرست کتب میں شائع کر رہے ہیں۔ اور کسی بے غیرت کی رگ حمیت نہیں پھڑکتی کیوں بے میاں فضیحت اختر! کیا اس سے بڑھ کر بھی اور کوئی دجل ہو سکتا ہے؟ خدا لگتی کہنا۔

مضمون کی طوالت اور پرچہ ہذا کی عدم گنجائش مجھے بصد اصرار و تکرار کہہ رہی ہے کہ ؎ آغا میاں کن۔ ورنہ میں اسی اخبار میں ہی لاہوری دجل اور انقلابی بے قاعدہ واپسی کے اس حصہ کو بھی کھول کھول کر بیان کر دیتا۔ کہ ان نہایت ہی بڑے باغیرتوں نے ٹیچنگ آف اسلام کے اس اڈیشن میں جو انہوں نے خود چھپوایا ہوا ہے کس قدر ترمیم و تنسیخ کر کے اور حضرت اقدسؑ کے امتیازی عہدوں کے متعلق جس طرح اخفاء کتمان حق سے کام لے کر اپنی دجالیت اور تحریف و تبدیل کا مجرمانہ ارتکاب کیا ہے۔ انشاء اللہ اگلے نمبر میں میں اس موضوع پر بھی مدلل اور زبردست تبصرہ کر کے ثابت کروں گا۔ کہ یہ اہل پیغام

"یہ نالے چور تے نالے چتر"

کے حقیقی مظہر ہیں۔ "پہلے تو شرم و غیرت کو بالائے طاق رکھ کر ایم۔ اے کہلاتے ہوئے حضرت اقدسؑ کے اس الہامی مضمون کو اپنی فہرست خاص میں اپنے نام سے شائع کر دیا" اور ذرا بھی شرم اور ہچکچاہٹ محسوس نہ ہوئی۔ کہ ایسی منہ زور چوری کا ارتکاب کیا۔ جو ؎

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد کی مصداق ہے اور جو جلدی کھل کر دین و دنیا میں ہمیشہ کیلئے ذلت و خواری سہیڑنے کا موجب ہوگی۔

اور اب اس چوری پر پردہ ڈالنے کیلئے خود میاں فضیحت مآب گرگ کہن کی طرح بزرگ بن بیٹھے۔ اور کرایہ کے ٹھوخیروں کے منہ میں لقمے ڈالکر انہیں موت کے آگے ڈالدیا۔ کرے ڈاڑھی والا اور پکڑا جائے مونچھوں والا اور ایک طرح تو ہم احمدیوں کو اس مونچھوں والے کا مشکور ہی ہونا چاہیئے۔ کہ ؎

عدو شرے برانگیزد کہ خیر ما دراں باشد

کیونکہ اگر وہ اس قسم کا مضمون نہ لکھتا۔ اور اس قسم کے لایعقل اور بے ہودہ اور فرسودہ اعتراضات ذکر کرتا۔ تو خاکسار فخر الدین کو بھی ان انکشافات کی طرف توجہ نہ ہوتی۔ اور امیر پیغام کے یہ دجالی کرشمے مستور رہتے۔ یعنی ایک طرف شرم و غیرت کو بالائے طاق رکھ کر حضرت اقدسؑ کے الہامی مضمون کو ایم اے کی تصنیف قرار دینے کا ناقابل معافی جرم دوسری طرف مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی کی مسئلہ نبوت کے متعلق وہ فیصلہ کن اور ناقابل تردید اور باطل سوز دستخطی تحریر جس کا انکشاف و اظہار اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار دیرینہ خادم اہل پیغام ملتانی عفی عنہ کے حصہ میں آیا۔ سچ ہے ؎

ایں سعادت بزور بازو نیست ؛ تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

اس پر میں جتنا بھی فخر کروں کم ہے اور اہل پیغام جسقدر بھی مجھے اس جرم پر کوسیں۔ گالیاں دیں بددعائیں دیں کم ہیں۔ انشاء اللہ میرے گناہ جھڑینگے اور دشمن سر پٹینگے۔ اور آتش حسد و بغض میں پڑینگے۔

امید واثق ہے کہ جناب امیر ایم اے صاحب اور انکے طوافی چیلے چانٹے اپنے کئے پر پشیمان ہونگے۔ مگر ؎

چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

اور ممکن ہے کہ میری اس کاری ضربوں پر امیر الدولہ صاحب جہٹ ڈلہوزی سے ایک پہاڑی سر من کر دیں کہ قادیانیوں کو منہ مت لگاؤ۔ یہ بری طرح پنجے جھاڑ کر ہمارے اگلے پچھلے پوتڑے کھول کر رکھ دیتے ہیں ؛

پیغام زندہ صحبت باقی اور پھر انشاء اللہ (خاکسار فخر الدین ملتانی)

۸ ستمبر ۳۶ء